13۔ایک سفر نامہ جو کہیں کا بھی نہیں ہے ــــــ ابن انشا

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 115 : ○ **سفر نامہ** : نثر کی ایک صنف، سفر کا احوال ○ **چین و ماچین** : چین اور چین سے آگے ○ **توران** : وسط ایشیا کا ایک علاقہ ○ **واردات** : واقعہ ○ **چشم دید** : آنکھوں دیکھا ○ **احوال** : حال کی جمع ○ **کابل** : افغانستان کا دارالحکومت ○ **تعویق** : تاخیر ○ **درہ خیبر** : صوبہ سرحد میں داخلے کا مشہور دروازہ ○ **جلال آباد** : افغانستان کا شہر ○ **جوئے کم آب** : ندی جس میں پانی کم ہو ○ **گھنگھور بادل** : گہرے سیاہ رنگ کے بادل ○ **آثار** : نشانیاں ○ **تن زیب کا انگرکھا** : بہت باریک کپڑے کا چغا

صفحہ نمبر 116 : ○ **دگلا** : چغا جس میں روئی بھری ہو ○ **طعنے تشنے پر اُتر آنا** : طعنے دینا شروع کر دینا ○ **شرما شرمی میں** : شرما کر، مجبوراً ○ **درکار تھے** : ضرورت تھی ○ **زیر جامہ** : وہ لباس جو پوشاک کے نیچے پہنا جائے ○ **قیاس** : خیال ○ **مہاجر** : ہجرت کرنے والا ○ **پاوندے** : افغانستان کے خانہ بدوش قبائل کے افراد ○ **سر منڈھنا** : کوئی چیز زبردستی دے دینا ○ **ڈرائی کلین** : میلے کپڑے کیمیائی اجزا سے صاف کرنا، ○ **دیدہ زیب** : آنکھوں کو اچھا لگنے والا ○ **عطیہ** : عطا ○ **قطب شمالی** : زمین کے محور کا شمالی علاقہ ○ **کلہ** : لمبی ٹوپی ○ **دستار** : پگڑی ○ **فیلٹ ہیٹ** : انگریزی ٹوپی ○ **کانگڑی** : مٹی کی انگیٹھی جس پر تیلیوں کا غلاف چڑھا ہوتا ہے ○ **آتشدان** : آگ جلانے کی جگہ

صفحہ نمبر 117 : ○ **ناک نقشہ** : حلیہ، ظاہری حالت ○ **لان** : گھر میں کھلی جگہ ○ **کشادہ** : کھلا ○ **غالیچوں** : قالینوں ○ **کترنیں** : کپڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ○ **لاؤنج** : انتظار گاہ، ○ **عظمت رفتہ** : ماضی کی شان و شوکت ○ **آسائش** : آرام، سہولت ○ **عمر طبیعی** : معمول کی عمر ○ **مصرع** : شعر کی ایک لائن ○ **عالی حوصلگی** : بلند ہمتی ○ **کماحقہٗ** : جیسا اس کا حق ہے، ٹھیک ٹھیک ○ **پی آئی اے** : پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز ○ **پچھواڑے** : پیچھے ○ **فرلانگ** : فاصلے کا ایک پیمانہ، 220 فٹ

صفحہ نمبر 118 : ○ **کاٹھیاواڑ** : بھارت کا ایک شہر ○ **تبت** : چین کا خود مختار صوبہ ○ **فرسنگ** : فاصلے کا ایک پیمانہ، 18 ہزار فٹ ○ **خائف** : ڈرا ہوا ○ **بالوں کا جھاڑ** : بکھرے اور اُلجھے ہوئے بال ○ **وضع قطع** : شکل و صورت، حلیہ ○ **سج دھج** : شان و شوکت ○ **یونیسکو** : اقوام متحدہ کا وہ ادارہ جو سائنسی اور ثقافتی ترقی کے لیے کام کرتا ہے ○ **کوپن ہیگن** : ڈنمارک کا دارالحکومت ○ **السی نور** : ڈنمارک کا ایک قلعہ ○ **منگھوپیر** : کراچی کا ایک علاقہ ○ **کچا نہ پڑ جائے** : کمزور نہ پڑ جائے ○ **دوادارو والے** : علاج کرنے والے ○ **ہملٹ** : انگریز ڈرامہ نگار ولیم شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے ہیملٹ کا مرکزی کردار

صفحہ نمبر 119 : ○ **مہم جو** : مشکل کام کرنے والا ○ **گرین لینڈ** : قطب شمالی کا ایک ملک ○ **اسکیمو** : برف میں رہنے والے لوگ ○ **معاشرت** : رہن سہن ○ **مشرق بعید** : یورپ کے مشرق میں واقع، ایشیائی ممالک کا خطہ

○ سادھو: درویش ○ گئوکشی: گائے ذبح کرنا ○ ٹورسٹ: سیاح ○ خشمگیں: غصے میں آیا ہوا ○ نرغہ: محاصرہ
○ معترف: ماننے والا، ○ تپاک: گرمجوشی ○ خلیق: بااخلاق ○ متواضع: تواضع کرنے والا ○ نظر بٹو: ایسی بدشکل چیز یا کالا نشان جو خوبصورت چیز کو نظر بد سے بچائے ○ باوا آدم کے زمانے کے: بہت پرانے

صفحہ نمبر 120 : ○ بلاسینگ: سینگ کے بغیر ○ جستجو: تلاش ○ قطار در قطار: قطاریں بنائے ہوئے
○ پالان: وہ گدی جو بوجھ ڈھونے والے جانور کی کمر پر بچاؤ کے لیے ڈالتے ہیں ○ مچل گئیں: فریفتہ ہو گئیں
○ بھاؤ: نرخ ○ پلے نہ پڑا: سمجھ میں نہ آیا ○ چہ۔چہ: کیا کیا ○ ادائے مطلب: مطلب ادا کرنا، مفہوم سمجھانا
○ قاصر: معذور ○ باٹ: وزن کرنے کا پیمانہ ○ ایں قدر: اس قدر، اتنے ○ افہام و تفہیم: سمجھنا سمجھانا
○ دقت: پریشانی ○ ریزگاری: سکے ○ دیارِ غیر: غیر ملک ○ موزوں: مناسب ○ کسرِ نفسی: عاجزی، انکساری

صفحہ نمبر 121 : ○ پبلشر: ناشر، کتابیں چھاپنے والا ○ کتب فروش: کتابیں بیچنے والا ○ ناول: نثر کی ایک صنف ○ جنتری: ایسی کتاب جس میں سال کے بارہ مہینوں، تعطیلات اور تہواروں کی تفصیلات ہوتی ہیں
○ جھلاہٹ سے: غصے میں آ کر ○ شیطانی چرخہ: فتنہ پھیلانے والی چیز ○ مطبع: پرنٹنگ پریس چھاپہ خانہ
○ پرائیوٹ پریس: ایسا پرنٹنگ پریس جو نجی ملکیت میں ہو، غیر سرکاری چھاپہ خانہ ○ عرضی: درخواست
○ ازراہِ قانون: قانون کی رو سے ○ تالیف لطیف: عمدہ کتاب ○ زیورِ طبع سے آراستہ کرنا: چھاپنا
○ ٹھوک بجا کر دیکھنا: پوری طرح تحقیق اور تسلی کرنا

صفحہ نمبر 122 : ○ مضائقہ: حرج ○ طباعت: چھپائی، پرنٹنگ ○ مانگ: طلب ○ بیہودہ: فضول
○ مصلحت: حکمت ○ فرنگی: انگریز ○ بدعت: نئی چیز ○ آثار صنادید: پرانے تاریخی آثار ○ تہ دل سے: دل کی گہرائی سے ○ معذرت خواہ ہیں: معافی مانگتے ہیں ○ ویمن کالج: لڑکیوں کا کالج ○ ناطاقتی: کمزوری

صفحہ نمبر 123 : ○ تشنگی: پیاس ○ رفع کرنا: دور کرنا ○ مٹکے: مٹی کے برتن جن میں پانی بھرا جاتا ہے
○ رباعیات: رباعی کی جمع، رباعی شاعری کی ایک صنف ہوتی ہے ○ عمر خیام: فارسی کا مشہور شاعر
○ جھجر: مٹی سے بنا برتن، یہ اوپر سے تنگ، نیچے سے کشادہ ہوتا ہے ○ سقہ: ماشکی

سبق کا خلاصہ

ہم نے سفرنامے بہت لکھے ہیں۔ ان جگہوں کے بھی جہاں ہم کبھی نہیں گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آخر دماغ بھی تو دیا ہے۔ ہم صبح کابل کے لیے چلے تھے لیکن رات تک پہنچ نہیں پائے پہلے راولپنڈی پھر پشاور میں تاخیر ہوئی۔ جہاز روانہ تو ہوا لیکن کابل پر گھنگور بادل چھائے ہوئے تھے اس لیے جہاز وہاں اترنے کی بجائے پشاور ائیر پورٹ پر واپس آ گیا۔ ہمارے دوست شروع ہی سے ہمیں کابل کی سردی سے ڈرا کر جانے سے منع کر رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے جل کر طعنہ دیا کہ کابل میں گدھے نہیں ہوتے جو تم وہاں جا رہے ہو۔ ہم نے مختلف مارکیٹوں سے گرم کپڑے خریدے۔ دوست کہنے لگے کہ ہم فلسطینی مہاجروں یا افغان پاوندوں کے لیے کپڑے

جمع کر رہے ہیں لہذا اپنے پرانے پھٹے اور گھسے کپڑے ہمارے سر منڈھنے لگے۔ دوست سوچتے تھے کہ ان کپڑوں سے جان چھوٹے گی اور اگر واپس آ گئے تو بھی ہم ڈرائی کلین تو کروا ہی دیں گے۔ آغا جعفری نے اتنا خوبصورت اوورکوٹ دیا کہ پہننے کو جی نہ چاہے۔ حبیب اللہ شہاب کا اوورکوٹ اتنا وزنی تھا کہ ہم نے پہنا تو زمین پر بیٹھ گئے۔ دو آدمیوں نے ہمیں اُٹھایا۔ اسے پہن کر ہم برفانی ریچھ لگتے تھے۔ ہم نے ایک فیلٹ بھی خریدی۔ لومڑی کی کھال کے دستانے اور گلے میں کانگڑی ڈالنے کا خیال تھا لیکن کشمیر کی یہ خاص چیزیں کراچی میں نہیں ملتیں۔ اب ہم ڈین ہوسٹل پشاور کے کمرہ نمبر 47 میں پڑے ہیں۔ ہمارے گاؤں کے فتح دین درزی نے کراچی میں ایف ڈین اینڈ سنز ٹیلرز اینڈ آؤٹ فٹرز کے نام سے دُکان کھولی تھی اس لیے ہم سمجھے کہ ڈین ہوٹل بھی کسی احمد دین یا نوردین کا ہوگا مگر ہوٹل کا ناک نقشہ، کمروں، احاطہ اور لان کی کشادگی بتاتی تھی کہ یہ واقعی انگریز بہادر کی ملکیت رہا ہے۔ کنجوس مالکان نے کمروں میں غالیچے نہیں، ان کی کترنیں ڈال رکھی تھیں۔ باوجود فون کرنے کے ہمیں پشاور میں کوئی دوست نہ مل سکا۔ ہوٹل کے کاؤنٹر کلرک نے بتایا کہ پی آئی اے کا دفتر پچھواڑے میں ایک فرلانگ دور ہے۔ ہم پیدل چلے اور کوئی سوا میل چلنے کے بعد دفتر پہنچے۔ اس پیمانے کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو کراچی کے پچھواڑے میں کاٹھیاواڑ اور لاہور کے پچھواڑے میں تبت پڑتا ہے۔ اس مثال سے ڈر کر ہم نے مزید سیر نہ کی۔ ہم درہ خیبر کے متعلق پوچھتے تو یقیناً یہی بتایا جاتا کہ دومنٹ کا راستہ ہے۔ پشاور ائیر پورٹ پر ڈنمارک سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ سے ملاقات ہوگئی جو میرا اسکینڈے نیوین ائیر سروس کا ٹکٹ دیکھ کر میرے، پاس آئے تھے۔ میں نے بتایا کہ میں نے السی نور دیکھا ہے تو وہ بولے کہ عمر بھر ڈنمارک میں رہنے کے باوجود انہوں نے یہ جگہ نہیں دیکھی۔ میں نے کہا کہ کراچی میں رہنے کے باوجود میں بھی کبھی منگھوپیر نہیں گیا۔ یہ بزرگ ڈاکٹر گلبرگ تھے جو میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ مصنف بھی ہیں۔ ان کی کتاب اسکیموڈاکٹر کئی ملکوں میں چھپی ہے۔ یہ کتاب لکھنے کے لیے گلبرگ نے کئی برس گرین لینڈ میں اسکیموؤں کے ساتھ گزارے تھے۔ ایشیا کے دورے پر نکلے یہ میاں بیوی ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کے گئوکشی کے خلاف مظاہرے سے خوفزدہ ہوگئے تھے اور وہاں صرف ایک شب قیام کے بعد نیپال چلے گئے تھے لیکن پاکستان، پشاور اور پی آئی اے کی ڈاکٹر گلبرگ خوب تعریفیں کر رہے تھے۔ ڈین ہوٹل پشاور انہیں ناپسند تھا اور اسے پاکستان کا نظر بٹو کہتے تھے۔ کابل میں ہم نے زرنگار پارک کے سامنے گدھوں کی قطاریں دیکھیں جن کے پالان سنگتروں سے بھرے تھے۔ ڈاکٹر گلبرگ کی بیگم سنگترے خریدنا چاہتی تھیں۔ سنگترہ فروش ہماری اور ہم اس کی فارسی نہ سمجھ سکے لہذا ہم آگے چل دیے مگر بیگم گلبرگ ایک اور گدھے والے کے پاس مچل گئیں۔ ہم نے ایک باٹ کی طرف اشارہ کیا اور بولے آغا ایں قدر دے دو۔ دس افغانی کا نوٹ دیا اس نے چار کاٹ کر باقی ریزگاری دے دی۔ ڈاکٹر گلبرگ اور ان کی بیگم نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔

ہم نے اپنے ایک افغان دوست سے کسی پبلشر سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ بولے کہ ملک

بھر میں کوئی پبلشر نہیں۔ اس کے علاوہ ریلوے کا بھی نام نشان نہیں۔ ہمیں افغانستان کے متعلق وہ مضمون یاد آ گیا جس میں لکھا تھا کہ درہ خیبر کے پار قدم رکھتے ہی انسان ایک صدی پیچھے پہنچ جاتا ہے۔ افغانستان میں پرائیویٹ پریس بھی نہیں۔ صرف پانچ سرکاری پریس ہیں۔ حکومتی ادارے کتابیں چھاپتے ہیں۔ ان حالات میں بھی کوئی غالب یا فیض پیدا ہو جائے تو کتاب چھپوانے کے لیے اسے حکومت کو عرضی دینی پڑتی ہے۔ حکومت مکمل تحقیقات کے بعد کاغذ، کتابت اور طباعت کے پیسے لے کر کتاب چھاپ دے گی جسے بیچنا مصنف کی اپنی ذمہ داری ہوگی۔ افغان دوست نے اس نظام کی یہ خوبی بیان کی کہ لوگ بیہودہ شاعری اور ناولوں سے بچ جاتے ہیں۔ افغانستان میں شاہ امان اللہ خان نے ریلوے لائن بچھائی تھی لیکن بچہ سقہ نے اسے فرنگیوں کی بدعت قرار دے کر اکھاڑ پھینکا۔ ہم نے خود اکھڑے ہوئے سلیپر اور ٹوٹی پھوٹی بوگیاں دیکھیں۔ دریائے کابل کو دریا کہنے پر ہم سندھ اور ستلج جیسے دریاؤں سے معذرت خواہ ہیں۔

اہلِ کراچی ویمن کالج کے پاس سے گزرنے والا گندہ نالہ دیکھ کر دریائے کابل کی وسعت کا اندازہ کر سکتے ہیں البتہ نالے کا پانی نسبتاً صاف ہے۔ دریائے کابل میں عورتیں کپڑے دھوتیں، بچے نہاتے اور لوگ گھروں کا کوڑا پھینکتے ہیں اس کے باوجود کابل والے اس کا پانی پیتے ہیں۔ پرانے شہر میں لوگ نلکوں سے عجیب شکل کے مٹکوں میں پانی بھر کے گزارا کرتے ہیں جن کو "صراحا" کہا جا سکتا ہے۔ حکومت پائپوں کے ذریعے فراہمی آب کا انتظام کر رہی ہے تاہم ابھی تک سقوں کا راج ہے ایک سقہ تو کچھ روز بادشاہ بھی رہا ہے۔

مشقی سوالات

1۔ مختصر جواب دیجیے۔

الف: مصنف ابتدا میں کابل کے بجائے پشاور کے ہوائی اڈے پر کیوں اُترے؟

جواب: کابل کے قریب پہنچ کر پائلٹ نے اعلان کیا کہ کابل گھنگھور بادلوں میں چھپا ہوا ہے، ہم وہاں نہیں اُتر سکتے۔ لہٰذا جہاز کو پشاور کے ہوائی اڈے پر اُتار لیا گیا۔

ب: مصنف نے پشاور کے عرصۂ قیام کے دوران میں کس ہوٹل میں قیام کیا اور یہ ہوٹل ان کو کیسا لگا؟

جواب: مصنف نے پشاور کے ڈین ہوٹل میں قیام کیا۔ مصنف نے لکھا ہے کہ ہوٹل کی عمارت کشادہ تھی لیکن مالک کنجوس تھا۔ لاؤنج اور کمروں کے قالین جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ ڈین ہوٹل میں جدید ہوٹلوں جیسی سہولیات میسر نہیں تھیں۔

ج: مصنف پشاور کی سیر سے کیوں خائف ہو گئے؟

جواب: مصنف نے اپنے ہوٹل کے کاؤنٹر کلرک سے پی آئی اے کے دفتر کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ تقریباً ایک فرلانگ کا فاصلہ ہے۔ مصنف اس اطلاع پر یقین کرتے ہوئے پیدل چل پڑے۔ دفتر پہنچنے کے لیے اُنھیں سوا میل پیدل مارچ کرنا پڑا۔ اس مثال سے خوفزدہ ہو کر انھوں نے پشاور کی مزید سیر کا ارادہ ترک کر دیا۔